مشت زنی کا شرعی حکم
اور متعلقہ بعض فقہی عبارات
کی تحقیق

مؤلف

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دارالافتاء والارشاد مردان

مکتبہ دارالتقوی مردان

تعارف اور شرعی حکم

استمناء بالید کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ رگڑتا رہے یہاں تک کہ اس سے منی نکل جائے۔

یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ اس بات پر چاروں مذاہب کے معتمد اہل علم کا اتفاق ہے کہ ایسا کرنا فی الجملہ شرعاً ناجائز، ممنوع اور مذموم ہے، بعض کتابوں میں اس کی اجازت دی گئی ہے اور بعض میں اس کے ناجائز ہونے کے لئے کچھ شرائط کا ذکر کیا جاتا ہے، یہاں اصل حکم کے ساتھ ساتھ ان پہلوؤں کا اختصار کے ساتھ جائزہ لینا بھی مقصود ہے۔

ناجائز ہونے کے دلائل

پہلی دلیل:

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

{وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (٥) إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (٦) فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ} [المؤمنون: ٥ – ٧]

ترجمہ: "اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لیے کہ ان میں کوئی الزام نہیں، پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں"۔

اس آیتِ کریمہ سے استدلال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے بیوی اور لونڈی کے ذریعے قضاء شہوت کا ذکر کیا گیا ہے، اس کے بعد یہ عام اعلان

فرمایا گیا ہے کہ جو شخص (قضاء شہوت کے لئے) ان (دو) کے علاوہ کوئی راستہ ڈھونڈے گا وہ (شرعی) حدود سے تجاوز کرنے والا قرار پائے گا۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان دو راستوں کے علاوہ اور کسی راستے سے اپنی شہوت پوری کرنا شرعاً جائز نہیں ہے بلکہ حدود سے تجاوز اور ظلم کرنے کے مترادف ہے، اس عموم میں استمناء بالید بھی داخل ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ وہ تمام راستے بھی جو قضاء شہوت کے لئے اس وقت استعمال کئے جاتے ہیں یا مستقبل میں استعمال کئے جائیں گے۔

متعدد علماء وفقہائے کرام نے اس آیت مبارکہ سے استمناء بالید کی حرمت وممانعت پر استدلال فرمایا ہے، مثال کے طور پر علامہ فخر الدین زیلعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

والاستمناء بالكف .. ولا يحل له إن قصد به قضاء الشهوة لقوله تعالىٰ {والذين هم لفروجهم حافظون} {إلا علىٰ أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم} إلىٰ أن قال {فمن ابتغىٰ وراء ذلك فأولئك هم العادون} أي الظالمون المتجاوزون فلم يبح الاستمتاع إلا بهما فيحرم الاستمتاع بالكف[1]

ترجمہ: "شہوت پورا کرنے کی نیت سے مشت زنی شرعاً حلال نہیں کیونکہ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:" اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی

---

[1] تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، ج١ص ٣٢٣

بیویوں یالونڈیوں پر اس لیے کہ ان میں کوئی الزام نہیں، پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں" یعنی ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والے چنانچہ قضاء شہوت کے یہی دوراستے ہیں لہذاہاتھ سے شہوت پوری کرنا (ان مباح صورتوں کے علاوہ ہے لہذا) حرام ٹھہرا"۔

تفسیر مدارک میں ہے

وهذه الآية تدل على حرمة المتعة ووطء الذكران والبهائم والاستمناء بالكف[1]

ترجمہ: "اس آیت مبارکہ سے متعہ، اغلام بازی، جانوروں سے بدکاری اور مشت زنی کی حرمت معلوم ہوتی ہے"۔

علامہ ابن حیان رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھاہے کہ: حرملہ بن عبد العزیز کے دریافت کرنے پر امام مالک رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کریمہ سے استمناءبالید کے ناجائز ہونے پر استدلال فرمایاتھا۔ مشہور فقیہ حضرت" قاسم بن محمد "نے "متعہ "کے ناجائز ہونے پر بھی اسی آیت سے استدلال فرمایاتھا۔ اس دوسرے استدلال کو یہاں ذکر کرنے کامقصود یہ ہے کہ وہ بھی اس آیت کو منکوحہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ قضاء شہوت کے دیگر تمام صورتوں کے لئے عام سمجھتے تھے اوراس کی بنیاد پر ان تمام راستوں کو ناجائز گردانتے تھے۔

---

[1] تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل ،ج٣ص ٥٣٩

آیتِ کریمہ سے استدلال پر اشکال وجواب

علامہ ابن حیان مفسر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں جمہور اہل علم سے نقل فرمایا ہے کہ وہ اس کو حرام خیال کرتے تھے، پھر خود ہی اس آیت سے استدلال کرنے میں ایک اشکال کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

وَكَانَ جَرَىٰ فِي ذَلِكَ كَلَامٌ مَعَ قَاضِي الْقُضَاةِ أَبِي الْفَتْحِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُطِيعِ الْقُشَيْرِيِّ ابْنِ دَقِيقِ الْعِيدِ فَاسْتَدَلَّ عَلَىٰ مَنْعِ ذَلِكَ بِمَا اسْتَدَلَّ مَالِكٌ مِنْ قَوْلِهِ فَمَنِ ابْتَغىٰ وَراءَ ذلِكَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ ذَلِكَ خَرَجَ مَخْرَجَ مَا كَانَتِ الْعَرَبُ تَفْعَلُهُ مِنَ الزِّنَا وَالتَّفَاخُرِ بِذَلِكَ فِي أَشْعَارِهَا، وَكَانَ ذَلِكَ كَثِيرًا فِيهَا بِحَيْثُ كَانَ فِي بَغَايَاهُمْ صَاحِبَاتُ رَايَاتٍ، وَلَمْ يَكُونُوا يُنْكِرُونَ ذَلِكَ. وَأَمَّا جَلْدُ عُمَيْرَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَعْهُودًا فِيهَا وَلَا ذَكَرَهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي أَشْعَارِهِمْ فِيمَا عَلِمْنَاهُ فَلَيْسَ بِمُنْدَرِجٍ فِي قَوْلِهِ وَراءَ ذلِكَ أَلَا تَرَىٰ أَنَّ مَحَلَّ مَا أُبِيحَ وَهُوَ نِسَاؤُهُمْ بِنِكَاحٍ أَوْ تَسَرٍّ — فَالَّذِي وَرَاءَ ذَلِكَ هُوَ مِنْ جِنْسِ مَا أُحِلَّ لَهُمْ وَهُوَ النِّسَاءُ، فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ شَيْءٌ مِنْهُنَّ إِلَّا بِنِكَاحٍ أَوْ تَسَرٍّ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ لَا يَنْدَرِجُ تَحْتَ قَوْلِهِ فَمَنِ ابْتَغىٰ وَراءَ ذلِكَ لِأَنَّهَا يَنْطَلِقُ عَلَيْهَا اسْمُ زَوْجٍ[1].

---

[1] البحر المحيط في التفسير ،ج٧ص ٥٤٩

ترجمہ: "اس بارے میں میرا ابن دقیق العید کے صاحب زادے قاضی القضاۃ ابی الفتح محمد بن علیؒ کے ساتھ بحث ومباحثہ ہوا، چنانچہ وہ امام مالکؒ کی طرح مشت زنی کی حرمت پر اس آیت مبارکہ سے استدلال فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ: اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو عرب میں رائج تھیں مثلا: زنا کرنا اور اپنے اشعار میں اس پر فخر کرنا: یہ باتیں ان میں کثرت سے پائی جاتی ہے، چنانچہ طوائف کے گروں پر مخصوص جنڈے ہوتے اور کوئی اسے برا نہیں سمجھتا تھا۔ ان کے ہاں مشت زنی کا رواج تھا نہ ہمارے علم کے مطابق کسی نے اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ یہ آیت مبارکہ کے ذیل میں داخل ہی نہیں۔ کیونکہ جائز اور حلال کا جو موقع ومحل ہے یعنی اپنی بیویاں اور لونڈیاں تو جو اس کے علاوہ یعنی حرام کا محل ہے وہ بھی اس کے جنس سے ہوگا اور وہ عورتیں ہی ہیں، لہذا کوئی بھی عورت نکاح یا ملک یمین کے بغیر حلال نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نکاح متعہ اس آیت مبارکہ کے تحت داخل نہیں کیونکہ اس کے لیے علاحدہ نام استعمال ہوتا ہے"۔

قطع نظر اس بات کے، کہ مشت زنی کی عادت عرب میں تھی یا نہیں؟ اور ان کے اشعار وغیرہ میں اس کا ذکر ملتا ہے یا نہیں؟ نیز یہ کوئی ایسا قابل ذکر کام ہے جس پر فخریہ انداز کے اشعار کی بنیاد رکھی جائے یا نہیں؟، یہاں اصولی طور پر[1] علامہ ابن حیان رحمہ اللہ کے اس اشکال سے متعلق جوبات

---

[1] یہاں اختصار کے ساتھ صرف اصولی جواب مقصود ہے، اس لئے درج بالا سطور تحریر کرنے پر اکتفاء کی گئی ہے، علامہ ابن حیان رحمہ اللہ کے اس اشکال کے تفصیلی جواب کے لئے اسی درج بالا آیت کریمہ کے ذیل میں علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ کی تفسیر "روح المعانی" ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے جہاں موصوف نے تفصیلی کے ساتھ اس پر گفتگو فرمائی ہے، اسی طرح علامہ ابو الفضل عبد اللہ بن محمد صدیق الغماری مرحوم نے زیر بحث مسئلہ سے متعلق ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جس کا نام "الاستقصاء لأدلة تحريم الاستمناء" ہے، اس میں بھی (ص ۱۲پر) اس اشکال کا جواب قدرے تفصیل سے دیا گیا ہے، اہل ذوق اس کی طرف بھی مراجعت فرماسکتے ہیں، اس مضمون میں بھی ایک آدھ جگہ اس رسالہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

کرنی ہے،وہ یہ ہے کہ اگر اس اشکال کو اصولی سانچے میں ڈھال کر دیکھاجائے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ "نصوص کے سمجھنے میں عموم لفظ کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ خصوص سبب کی رعایت رکھی جاتی ہے"، اب (ان کے بقول) عرب کے ہاں چونکہ یہ کام عادت کے طور پر رائج نہیں تھا، وہ اس سے ناواقف تھے، اس لئے آیت کے تحت بھی اس کام کو داخل کرنا درست نہیں ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ جمہور کے موقف کے خلاف ہے، جمہور اہل علم کے نزدیک خصوص سبب کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ "عمومِ لفظ" کی رعایت رکھتے ہیں اور اسی سے استدلال کرتے ہیں، اس لئے ان کے موقف پر یہ اشکال سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا، خاص طور پر آیت کریمہ کے الفاظ کی حد تک، کیونکہ یہاں تو "وراء ذلک" کے الفاظ میں بہت ہی عموم ہے، بلکہ دیکھاجائے تو یہ لفظ اردو لحاظ سے لفظ "علاوہ" اور "غیر" کے تقریباً مترادف ہے، شاید اس لئے بعض اردو مترجمین نے ترجمہ میں بھی یہ لفظ استعمال فرمایاہے، اس لحاظ سے منطقی نقطہ نظر سے دیکھاجائے تو قضاءِ شہوت کا ہر طریق یا تو ان دونوں منصوص طرق میں سے ہوگا اور یا اس کے علاوہ، ان دوشقوں کے علاوہ کوئی اور شق ممکن نہیں ہے۔

خیر، علامہ ابن حیان رحمہ اللہ کے اشکال کو تسلیم کیاجائے تو قضاء شہوت کے وہ تمام نت نئے طریقے جو ابھی تک ایجاد کئے گئے ہیں یا آئندہ

ایجاد کئے جائیں گے، وہ سب کے سب اس آیت سے خارج سمجھی جائیں گی
۔

دوسری دلیل:

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

{وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ}

[النور: ۳۳]

ترجمہ: "اور چاہیے کہ پاک دامن رہیں وہ جو نکاح کی توفیق نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کردے"۔

یہ آیت بھی "مشت زنی" کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے، طریقہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کو پُرعفّت رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کی غایت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے، یعنی نکاح کی طاقت رکھنے اور پھر عملی طور پر نکاح کرنے تک حکم ہے کہ وہ عفت کے ساتھ رہیں۔ امر کے صیغہ کے ساتھ عفت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے، معلوم ہوا کہ نکاح کی طاقت رکھنے اور پھر نکاح کرنے تک پُرعفت رہنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ استمناء بالید کرنا عفت کی ضد ہے، جب "استعفاف" واجب ہے تو اس کی ضد ممنوع ومذموم ہے چاہے وہ مشت زنی (جلق) ہو یا اغلام بازی وغیرہ۔

یاد رہے کہ یہاں صرف خاص زنا سے عفیف رہنے کا حکم نہیں ہے بلکہ مطلق استعفاف کا حکم ہے جس میں زنا اور اس کے علاوہ قضاء شہوت کے تمام طریقوں سے بچنا اور بچے رہنا داخل ہو جاتا ہے، لہٰذا اس مطلقِ استعفاف کو کسی شرعی دلیل کے سہارے کے بغیر کسی قید کے ساتھ مقید کرنا خلاف ضابطہ کام ہے۔

علامہ قرطبی اسی آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

وَلَمَّا لم يجعل الله له بين الْعِفَّةِ وَالنِّكَاحِ دَرَجَةً دَلَّ عَلَىٰ أَنَّ مَا عداهما مُحَرَّمٌ وَلَا يَدْخُلُ فِيهِ مِلْكُ الْيَمِينِ لِأَنَّهُ بِنَصٍّ آخَرَ مُبَاحٌ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ: " أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" فَجَاءَتْ فِيهِ زِيَادَةٌ، وَيَبْقَىٰ عَلَىٰ التَّحْرِيمِ الِاسْتِمْنَاءُ[1]»

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ نے عفت اور نکاح کے درمیان کوئی واسطہ مقرر نہیں فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عفیف رہنے کے علاوہ باقی تمام صورتیں حرام ہے، البتہ ملک یمین چونکہ مستقل نص یعنی: "الا ماملکت ایمانکم" کی وجہ سے مباح ہے وہ حرام صورتوں میں داخل نہیں، جب کہ استمناء اس کے علاوہ اور حرام ہے"۔

مشت زنی کی ممانعت پر اہل علم نے کچھ اور دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں، متعدد احادیث وروایات سے بھی اس باب میں استدلال فرمایا ہے، لیکن ایک تو ان روایات سے متعلق مختلف محدثین کرام کو اسنادی حیثیت سے

---

[1] تفسير القرطبي، ج١٢ص ٢٤٣)

کلام رہاہے اور ایک اختصار کی وجہ سے ان دلائل کو ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اسی طرح متعدد اہل علم نے "جسمانی مضرت" کی بنیاد پر اس کو ناجائز قرار دیاہے اور ساتھ اس کی مختلف مضرتیں تحریر فرمائی ہیں، جو اپنی جگہ ایک وقیع استدلال ہے چنانچہ یہ ضابطہ مشہور ہے کہ " الاصل فی المضارّ التحریم"۔ لیکن چونکہ یہاں تمام دلائل کا استقصاء مقصود نہیں ہے، اس لئے اس کی طرف تعرض نہیں کیاجاتا۔

بعض فقہی عبارات کا جائزہ

جمہور اہل علم کی طرح فقہائے حنفیہ کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ مشت زنی شرعاً ناجائز اور گناہ ہے، تاہم بعض کتابوں میں اس کے ساتھ ایک قید بڑھائی گئی ہے جس کی وجہ سے غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ فقہ وفتوی سے متعلق اردو کی متعدد کتابوں میں ان عبارات کی بنیاد پر ایسی تعبیر اختیار کی گئی ہے جس کی وجہ سے صرف اس گناہ کی شدت کا احساس ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ خالی الذہن شخص اس کو مباح کام تصور کرنے لگتا ہے۔ یہاں اس سے متعلق چند معروضات پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

"تبیین" میں ہے:

ولا يحل له إن قصد به قضاء الشهوة ...وإن قصد به تسكين ما به من الشهوة يرجىٰ أن لا يكون عليه وبال[1]

ترجمہ:"جلق (مشت زنی) سے مقصد اگر شہوت پورا کرنا ہو تو حلال نہیں، اگر مقصد پہلے سے موجود شہوت کی تسکین ہو تو پھر امید ہے کہ وہ گناہ گار نہ ہو گا"۔

"فتح القدیر" میں ہے:

ولا يحل الاستمناء بالكف ذكر المشايخ فيه أنه – عليه الصلاة والسلام – قال «ناكح اليد ملعون، فإن غلبته الشهوة ففعل إرادة تسكينها به فالرجاء أن لا يعاقب»[2]

ترجمہ:" مشت زنی شرعاً حرام ہے، مشائخ نے اس بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے یعنی کہ ہاتھ سے شہوت پورا کرنے والا ملعون ہے۔ اگر کسی پر شہوت غالب ہو اور وہ اسے ختم کرنے کے لیے ایسا کرے تو امید ہے کہ وہ گناہ گار نہ ہو"۔

"بحر" میں ہے:

وهل يحل الاستمناء بالكف خارج رمضان إن أراد الشهوة لا يحل لقوله – عليه السلام – «ناكح اليد ملعون» **وإن أراد تسكين**

---

[1] تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي، كتاب الصوم،باب ما يفسد الصوم وما لايفسد، ج١ص ٣٢٣

[2] فتح القدير ،كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة، ج٢ص ٣٣٠

الشــهوة يرجى أن لا يكون عليه وبال كذا في الولوالجية وظاهره أنه في رمضان لا يحل مطلقا

(قوله: وإن أراد تسكين الشـهوة) أي الشـهوة المفرطة الشـاغلة للقلب، وكان عزبا لا زوجة له، ولا أمة أو كان إلا أنه لا يقدر على الوصول إليها لعذر كذا في السراج الوهاج [1]

ترجمہ:"رمضان کے علاوہ مشت زنی حلال ہے یاحرام ؟تواگر مقصد شہوت ابھارناہوتوحلال نہیں کیونکہ مشت زنی کرنے والاملعون ہے۔البتہ اگرپہلے سے شہوت غالب ہواوراس کم کرنامقصود ہوتوپھرامید ہے کہ اس پروبال نہ ہو۔اس سے معلوم ہواکہ رمضان میں بہرحال اس کی گنجائش نہیں۔تسکین شہوت سے مراد یہ ہے کہ جوغالب ہواوردلی ہیجان کاباعث ہو،اوربندہ غیرشادی شدہ ہونہ اس کی لونڈی ہویابیوی،لونڈی ہومگرکسی عذرکی وجہ سے ان تک رسائی ممکن نہ ہو"۔

"فتاوی شامی"میں ہے:

(قوله الاستمناء حرام) أي بالكف إذا كان لاستجلاب الشـهوة، أما إذا غلبته الشـهوة وليس له زوجة ولا أمة ففعل ذلك لتسكينها فالرجاء أنه لا وبال عليه كما قاله أبو الليث، ويجب لو خاف الزنا۔[2]

ترجمہ:"شہوت ابھارنے کی غرض سے مشت زنی حرام ہے،البتہ اگرپہلے سے شہوت غالب ہواوربیوی یالونڈی نہ ہواورکوئی شہوت کم کرنے کی نیت سے اس کاارتکاب

---

[1] البحر الرائق شـرح كتر الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري كتاب الصـوم،باب ما يفسد الصوم وما لايفسد ،ج٢ص ٢٩٣

[2] حاشية ابن عابدين على الدر المختار كتاب الحدود ،ج٤ص ٢٧

کرے تو امید ہے کہ اس پر کوئی وبال نہ ہو جیسا کہ ابو اللیث ثمر قندی نے فرمایا ہے ۔البتہ اگر زنا میں پڑنے کا یقینی خطرہ ہو تو پھر یہ راستہ اختیار کرنا واجب ہے"۔

ان عبارات کی بنیاد پر مسئلہ بتاتے وقت استمناء بالید کا حکم یہ بتایا جاتا ہے کہ:

۱: استجلاب شہوت کے لئے ہو تو ناجائز ہے۔

۲: تسکین شہوت اور دفع شہوت کے لئے ہو تو گنجائش ہے۔

عبارات کے حاصل پر اشکال اور درست محمل

اصولی لحاظ سے اس تقسیم پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس مقالہ کے شروع میں استمناء بالید کے حرام ہونے کے جو دلائل ذکر کئے گئے ہیں، وہ تو مطلق ہیں، جو ہر قسم کے استمناء کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتے ہیں، لہٰذا اس کو اپنے اطلاق پر ہی جاری رکھنا ضروری ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ مشت زنی خواہ شہوت بیدار کرنے کے لئے ہو یا اس کو ختم کرنے کے لئے، بہر حال ناجائز ٹھہرے ۔ پھر ناجائز ہونے کے لئے "استجلاب شہوت" کی قید بڑھانے کی وجہ کیا ہے؟

اس پہلو پر غور کرنے سے یہی واضح ہوتا ہے کہ استمناء بالید بہر حال ممنوع و گناہ ہے، چاہے استجلاب شہوت کے لئے ایسا کیا جائے یا قضاء شہوت کے لئے۔ تاہم اگر کہیں شہوت کا اس قدر غلبہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا غالب گمان ہو اور بیوی / لونڈی بھی پاس نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر زنا سے بچنے کے لئے کہیں ایسا قدم اٹھایا جائے تو امید کی جاسکتی ہے

کہ اس پر وبال نہ ہو گا، اصل مسئلہ یہی تھا، چنانچہ متعدد کتابوں میں یہ مسئلہ اسی حد تک بیان ہوا ہے، مثال کے طور پر "در مختار" میں ہے:

وكذا الاستمناء بالكف وإن كره تحريما لحديث «ناكح اليد ملعون» ولو خاف الزنى يرجى أن لا وبال عليه[1].

ترجمہ:"مشت زنی والاملعون ہے اس روایت کی بنیاد پر مشت زنی مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر زنا میں واقع ہونے کا خطرہ ہو تو پر امید ہے کہ اس پر کوئی وبال نہ ہو گا"۔

گزشتہ سطور میں علامہ ابن الہمام، علامہ زیلعی، علامہ ابن نجیم اور علامہ ابن عابدین شامی (رحمہم اللہ) کی جو عبارات ذکر کی گئیں ہیں جہاں تسکین شہوت کے لئے اس کی گنجائش دی گئی ہے، وہاں "شہوت" کو اسی درجہ کی شہوت پر حمل کرنا مناسب ہے جو "در مختار" کی اس عبارت میں ذکر کیا گیا ہے، مطلقِ شہوت پر حمل کرنا اصولی طور پر درست نہیں ہے۔

موضوع سے متعلق دو مزید گزارشات

اس توجیہ کے مطابق یہ بات بھی واضح رہے کہ:

ا: شہوت کا اس قدر غلبہ ہونا ایک بہت ہی نادر ونایاب صورت میں ہو سکتا ہے، عام مجمع میں بات کرتے وقت ایسی صورتوں کے بیان کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں گناہ کی شدت کا احساس کمیاب

---

[1] الدر المختار وحاشية ابن عابدين ،كتاب الصوم ،باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ،ج٢ص ٣٩٩

ہو جاتا ہے، مسئلہ کے تمام قیود وحدود کی پابندی کرنے کا ان سے توقع رکھنا بے سود ہے، اس لئے اصل حکم کے بیان کرنے پر اکتفاء کرلینا چاہئے، ہاں کہیں کوئی ایسی نایاب صورت سامنے آہی جائے تو وہاں پورا مسئلہ بیان کیا جاسکتا ہے۔

۲: زنا کے شدید خطرے کی یہ نادر صورت اگر کہیں فوری طور پر پیش آجائے تو اس کا حکم وہی ہے جو ابھی ذکر کیا گیا ہے، باقی اگر کسی شخص کو اپنے بارے میں پہلے سے ایسا خطرہ ہو تو اس کے لئے گنجائش کی صورت وہی پیدا ہوسکتی ہے جہاں وہ دیگر جائز تدابیر اختیار کرلے، جائز تدابیر اختیار کرنے کے باوجود بھی اگر ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے اور ایسی بے چارگی کی صورت میں وہ بڑے گناہ (زنا) سے بچنے کے لئے اس کا ارتکاب کر بیٹھے تو امید کی جاسکتی ہے کہ گناہ نہیں ہوگا، لیکن اگر جائز اور مفید تدابیر کو اختیار کئے بغیر ایسا قدم اٹھائے گا تو اس کی اجازت دینا ضابطہ کے لحاظ سے پھر بھی مشکل معلوم ہوتا ہے جس کی تفصیل "تداوی بالمحرم" کے مسئلہ میں حضرات فقہائے کرام بیان فرماتے ہیں۔

جائز تدبیر ایک تو یہی ہے کہ شادی کا انتظام کرلے، اگر پہلے سے شادی ہے تو بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرلے، اگر شادی میں رکاوٹ کی وجہ سے ناجائز رسوم یا غیر ضروری پابندیاں ہوں تو ظاہر ہے کہ اس کی ذمہ داری خود اسی شخص پر عائد ہوگی۔ اسی طرح جائز تدبیر یہ بھی ہے کہ جہاں شادی کی استطاعت نہ ہو تو روزوں کا اہتمام کیا جائے، صحیح روایات میں

دوسری یہی تدبیر بیان فرمائی گئی ہے۔اب اگر کوئی شخص ان تدابیر کی استطاعت رکھنے کے باوجود بھی دونوں میں کوتاہی کرتا ہے اور اس کوتاہی کی وجہ سے وہ غلبہ شہوت کی ایسی صورت میں گرفتار ہوجاتا ہے جہاں بدکاری کا غالب گمان پیدا ہوجاتا ہے توبظاہر اس کا ذمہ دار یہی شخص ہوگا اور اس بنیاد پر اس کام کی اجازت دینی مشکل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ناکارہ عبید الرحمن، دار الافتاء والارشاد، مردان

٦ ذی القعدة ٣٥ھ